جدا ہو دیں سیاست سے

تو رہ جاتی ہے چنگیزی

۱۵ ربیع الآخر، ۱۴۴۴ھ / ۱۱ نومبر، 2022ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ ۔[الحج22:41]

سرورِعالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کا دین قیامت تک باقی رہے گا، چنانچہ ربّ تعالیٰ نے اِس دین کو اتنا جامع اور مکمل بنایا ہے کہ ہر دَور میں ہر طبقے کے افراد کو مکمل راہ نمائی فراہم کرتا رہا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا۔ آپ ﷺ کا دین جہاں انسان کو عقائد و عبادات سکھاتا ہے وہیں اپنی ذات کو سنوارنے سے لے کر معاشرت، عدلیہ اور ریاست کی داخلی و خارجی پالیسیوں کا بھی مکمل نظام فراہم کرتا ہے۔ یہ دین رب کے سامنے جھکنے کا سلیقہ بھی سکھاتا ہے اور جہاں گیری و جہاں بانی کے راز بھی آشکار کرتا ہے۔

باری تعالیٰ نے اسلام کے کامل واکمل ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔"[المائدۃ5:3]

سیدِعالم ﷺ نے دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ حکومت و سیاست سے متعلق بھی اِس قدر واضح احکام عطا کیے ہیں کہ احادیث کی کتابوں میں اِس عنوان پر الگ ابواب (Chapters) قائم کیے جاتے ہیں اور متعدد علمانے اِس پر مستقل کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ اسلامی نظامِ سیاست اپنانے والے حکمرانوں نے اُمورِ سلطنت کو اتنے حسین انداز میں چلایا اور ایسے عظیم الشان کارنامے سرانجام دیے کہ صدیاں بیت جانے کے باوجود دُنیا کا ہر انصاف پسند شخص اُنھیں خراجِ تحسین بھی پیش کرتا ہے اور اُن کے اُصولوں کو جدید دور میں بھی لائقِ عمل، بلکہ واجب العمل قرار دیتا ہے۔

افسوس کہ اِس وقت زیادہ تر مسلم ریاستوں میں اسلامی نظامِ سیاست نہیں ہے...نہ داخلی و خارجی پالیسیوں میں قرآن و سنت کے احکام پر عمل نظر آتا ہے...نہ نظامِ عدل اسلام کے مطابق ہے اور نہ ہی معیشت و تجارت اسلامی اُصولوں کے تابع ہے...حتّٰی کہ اقتدار کی ہَوس اور حکومت کے لالچ نے اکثر مسلم حکمرانوں کو ایسا بد کردار بنا دیا ہے کہ سیاست کو منافقت سمجھا جانے لگا ہے۔ بالخصوص پاکستان کی موجودہ سیاسی صورتِ حال دُنیا بھر میں ملک و قوم کی جگ ہنسائی کا ذریعہ بن رہی ہے۔

نبیِ غیب داں، جانِ عالم ﷺ نے اِن حالات کی خبر بھی دی تھی اور یہ راہ نمائی بھی فرمائی تھی کہ اِن حالات میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں ذکر کیا جائے گا کہ "سیاست" کیا ہے؟ اور اِس کے بارے میں اسلام ہماری کیا راہ نمائی فرماتا ہے۔

سیاست کا تعارف

لفظِ "سیاست" یونانی زبان سے عربی میں داخل ہوا اور اِصطلاحی طور پر یہ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے، جب ملکی معاملات میں یہ لفظ بولا جائے تو اِس کا مفہوم ہوتا ہے: قومی و اجتماعی اُمور کا یوں انتظام کرنا کہ معاملات سنور جائیں اور فساد کا خاتمہ ہو۔[1] اِس اعتبار سے جو شخص قومی معاملات کو سنوارے اور اجتماعی سطح پر فساد کا خاتمہ کرے اُسے "سیاست دان" کہیں گے... اِس معنیٰ میں "سیاست" (Politics) انبیائے کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کا شِعار اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان کی سنت ہے، بلکہ اِس مفہوم کے مطابق "کامل سیاست" انبیا ہی کو زیبا ہے؛ کیونکہ وہ لوگوں کی دُنیا بھی سنوارتے، آخرت بھی... ظاہر کو بھی مزیّن فرماتے اور باطن کو بھی... لوگوں کے نجی معاملات سے بھی فساد کا خاتمہ فرماتے اور اجتماعی اُمور سے بھی۔[2]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: «كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ، وَإِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ.» یعنی بنو اسرائیل میں سیاست (اُن کے ریاستی و قومی اور دینی معاملات سنوارنے کا اہتمام) انبیائے کرام فرماتے تھے، جب کسی نبی کا وصال ہو جاتا تو اُن کی جگہ دوسرے نبی تشریف لے آتے، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، البتہ کثرت سے خلفا ہوں گے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 3455)

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے "اسلامی سیاست" کرتے ہوئے اُمّت کو یوں سنبھالا اور سنوارا کہ شکوک وشبہات بھی دُور کیے، فتنوں کا بھی خاتمہ کر دیا، مرتدین کی بھی سرکوبی فرمائی اور رِیاستِ مدینہ کی سرحدیں وسیع کرنے کا بھی سلسلہ شروع ہو گیا۔

موجودہ دور میں حکومتی ایوانوں کے ممبران کے کردار کی وجہ سے یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ حکومت و اقتدار حاصل کرنے کے لیے چال بازیوں کا نام سیاست ہے، چنانچہ کوئی شخص جتنا بڑا چال باز، دھوکے باز اور جھوٹا ہو وہ اُتنا ہی بڑا سیاست دان کہلاتا ہے۔ اب تو لفظِ سیاست اتنا بدنام کر دیا گیا ہے کہ کوئی شخص کسی کے ساتھ بد دیانتی یا منافقت کرے تو دوسرا کہتا ہے: میرے ساتھ سیاست نہ کرو۔

---

[1] والسِّيَاسَةُ: القيامُ عَلَى الشَّيْءِ بِمَا يُصْلِحُهٗ۔ (النهايه فى غريب الحديث والاثر، تحت "سوس"، ج:2، ص:421، المكتبة العلمية، وهو مذكور فى لسان العرب وتاج العروس وعمدة القارى، وشرح النووى ومرقاة المفاتيح وغيرها من الكتب)
فَالسِّيَاسَةُ: اِسْتِصْلَاحُ الْخَلْقِ بِإِرْشَادِهِمْ إِلَى الطَّرِيقِ الْمُنْجِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، ردّ المحتار، وللتفصيل انظر الموسوعة الفقهية الكويتية:

[2] فَهِيَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَى الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ فِيْ ظَاهِرِهِمْ وَبَاطِنِهِمْ، وَمِنَ السَّلَاطِيْنِ وَالْمُلُوْكِ عَلٰى كُلٍّ مِّنْهُمْ فِي ظَاهِرِهٖ لَا غَيْرُ، وَمِنَ الْعُلَمَاءِ وَرَثَةِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَى الْخَاصَّةِ فِي بَاطِنِهِمْ لَا غَيْرُ۔ (المرجع السابق)

ہوئی ”دین“ و ”دولت“ میں جس دم جدائی

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حکمران نے سیاست و حکومت کو دین کے تابع رکھا، قرآنِ مجید کے اُصولوں سے راہ نمائی لی اور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو اُسوہ بنایا اُس کی سیاست سے اسلام کو بھی عروج ملا، اخلاقی اقدار بھی بلندی تک پہنچیں اور رعایا بھی خوش حال و کامیاب ہوئی...اِس کے برعکس جس نے سیاست کو دین سے جدا کیا اور نظامِ حکومت کو شریعت کے تابع نہ رکھا اُس کی سیاست اسلام کے لیے بھی نقصان دہ ثابت ہوئی، اخلاقی قدریں بھی تباہ ہوئیں اور رعایا بھی مختلف مشکلات کا شکار ہوئی۔

دو دن قبل مصوّرِ پاکستان ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ کے یومِ ولادت کی مناسبت سے ”اقبال ڈے“ منایا گیا، حکومتِ پاکستان کی طرف سے شاعرِ مشرق کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے عام تعطیل کی گئی۔ چنانچہ موجودہ سیاست سے متعلق اقبال علیہ الرحمہ سے راہ نمائی لیجیے! وہ فرماتے ہیں:

ہوئی دِین و دولت میں جس دم جُدائی
ہَوَس کی امیری، ہَوَس کی وزیری [1]

دُوئی ملک و دِیں کے لیے نامُرادی
دُوئی چشمِ تہذیب کی نابصیری [2]

اِسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک ”جُنیدی“ و ”اَردشیری“ [3]

بقولِ اقبال ہمارے سیاسی نظام کی تباہی کا علاج یہ ہے کہ ہم اپنی سوچ اور اپنا رویّہ بدلیں... سیاست اور دین الگ الگ نہیں، بلکہ سیاست و حکومت سمیت زندگی کا ہر شعبہ دین کے تابع ہے...نیز ”اسلامی سیاست“ منافقت نہیں، عبادت ہے...اور ایسا بھی نہیں کہ مذہبی راہ نما سیاست سے لاتعلق رہیں، بلکہ حقیقی سیاست، یعنی اُمّت کے معاملات سنوارنا انبیائے کرام کے وارثوں کا کام ہے۔

---

[1] دولت: حکومت۔ ہوس: لالچ...یعنی جب سے دین اور حکومت کو ایک دوسرے سے الگ کیا گیا ہے تب سے لالچ ہی حکمران ہے اور لالچ ہی وزیر ہے۔

[2] دوئی: جدائی / دُوری۔ نابصیری: اندھاپن...یعنی دین اور حکومت کو الگ الگ کرنے سے دین کا وقار بھی کم ہو گیا اور حکومت بھی ناکام ہو گئی، یہ دوئی جدید مغربی تہذیب میں نگاہِ بصیرت نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔

[3] جُنیدی: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی دین داری و روحانیت۔ اَردشیری: ایرانی قدیم بادشاہ اَردشیر کی سیاست...یعنی انسانیت کی حفاظت اِسی میں ہے کہ دین اور حکومت جدا جدا نہ ہوں، بلکہ حاکمِ وقت سیاست و حکومت بھی کرے اور حضرت جنیدِ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی دین داری و روحانیت کا بھی امین ہو۔

ہَوَس کی امیری ہَوَس کی وزیری

اقبال علیہ الرحمہ نے مذکورہ نظام کے بارے میں کہا: "جب سے "سیاست" کو "دین" سے جدا کیا گیا تب سے ہر طرف لالچ اور مفاد پرستی کا راج ہے۔ یہ صورتِ حال نبی کریم ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ کی عملی تصدیق ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ» یعنی "عن قریب تم حکومت کے لالچی بن جاؤ گے اور یہ (لالچ کے ساتھ ملنے والی حکومت) قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہو گی (کیونکہ جب اِس کی ذمہ داریوں سے متعلق پوچھا جائے گا تو لالچی حکمران جواب نہیں دے پائے گا)، جب حکومت ملتی ہے تو بہت اچھی لگتی ہے (کیونکہ مفادات بھی حاصل ہوتے ہیں اور پروٹوکول بھی ملتا ہے)، مگر جب چھوٹتی ہے بہت برا حال ہوتا ہے۔"[1] (صحیح بخاری، حدیث: 7148)

دوسری روایت میں ہے: وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَّنَدَامَةٌ إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا ۔[2] یعنی "حکومت قیامت کے دن عذاب ورسوائی اور شرمندگی کا باعث ہو گی، سوائے اُس کے جس نے اِسے حق کے ساتھ حاصل کیا اور اِس کی ذمہ داریاں پوری کیں۔" (صحیح مسلم، حدیث: 1825) حکومت ہر حکمران کے لیے عذاب اور شرمندگی کا سبب ہو گی، تاہم جس نے حکومت یوں سنبھالی کہ وہ اہل بھی تھا اور عوام کو اُس کی ضرورت بھی تھی، پھر اُس نے اپنے منصب کے تقاضے پورے کیے تو ایسا شخص قیامت کے دن رُسوا نہیں ہو گا، بلکہ اِس کے لیے حکومت عزت و تکریم اور ثواب میں اِضافہ کا ذریعہ ہو گی۔[3]

یہ اِرشادِ نبوی غیب کی خبروں سے ہے، جس کے ایک ایک حرف کی سچائی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں:

⟸ "حکومت کی ہَوَس ولالچ" پر غور کریں تو تقریباً ہر شخص کسی نہ کسی عہدے کا طلب گار ہے، مقامی سطح سے لے کر ملکی اور عالمی سطح تک ہر طرف عہدوں کے لیے مقابلہ بازی جاری ہے اور ہر جائز وناجائز طریقے سے "کرسی" حاصل کرنے کی خواہش نے بے حال کر رکھا ہے۔

---

[1] ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح

[2] وتمام لفظِ الحدیث: عَنْ أَبِي ذَرٍّ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي؟ قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِي، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ ضَعِيفٌ وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَّنَدَامَةٌ إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا ۔

[3] ماخوذ از مرقاۃ و مرآۃ

⟸ لالچ کے ساتھ ملنے والے عہدے کا "انجام" یہ بیان فرمایا کہ وہ قیامت کے دن حسرت کا باعث ہو گی؛ کیونکہ لالچی شخص عہدے کے تقاضے پورے نہیں کرتا، وہ اپنے مفادات کی فکر میں ہی مگن رہتا ہے۔ چنانچہ ہم اپنے دور کے عہدے داروں کا حال دیکھ لیں، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بجائے اپنی تجوریاں بھرنے کی فکر میں ہیں... اقتدار سنبھالنے اور اُسے بچانے کی فکر اتنی ہے کہ ملکی ترقی اور شہریوں کی خیر خواہی کی طرف توجہ کی فرصت ہی نہیں۔ اِس کا انجام کیا ہو گا؟ یہ ہر شخص سمجھتا ہے۔

⟸ یہ بھی ارشاد ہوا کہ عہدے کی چاہت رکھنے والوں کو عہدہ ملتا ہے تو موجیں کرتے ہیں، مگر اقتدار چھوٹتا ہے تو حالت بہت بری ہوتی ہے۔ اِس فرمان کا پورا ظہور تو قیامت کے دن ہو گا، جب اعمال کی جزا و سزا کا فیصلہ کیا جائے گا، مگر دنیا میں اپنے دور کے حکمرانوں کی حالت ہم دیکھ ہی رہے ہیں... کل تک جو اقتدار کے مزے لوٹ رہے تھے اور دوسروں کو نیچا دکھاتے تھے، آج اُن کی حرکتیں دیکھ کر حیرانی بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی۔

حکومت کی خواہش نہیں: اِن ارشاداتِ عالیہ اور دیگر متعدد احادیثِ طیبہ سے تربیت ملتی ہے کہ عہدے، اقتدار اور حکومت کا لالچ نہیں ہونا چاہیے، تاہم اگر انسان کسی عہدے کا اہل ہو اور بغیر لالچ کے ذمہ داری مل جائے تو پوری دیانت داری کے ساتھ تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اُس کے تقاضے پورے کرے۔

اُسوۂ صدیقی: ریاستِ مدینہ کے پہلے خلیفہ، خلیفۃ الرسول سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا:
وَاللهِ مَا كُنْتُ حَرِيْصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَّلَا لَيْلَةً قَطُّ. وَلَا كُنْتُ فِيْهَا رَاغِبًا وَّ لَا سَأَلْتُهَا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ سِرٍّ وَّلَا عَلَانِيَةٍ... وَمَا لِيْ فِي الْإِمَارَةِ مِنْ رَاحَةٍ، وَلٰكِنْ قُلِّدْتُّ أَمْرًا عَظِيْمًا مَا لِيْ بِهٖ مِنْ طَاقَةٍ وَلَا يَدٍ إِلَّا بِتَقْوِيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَوَدِدْتُ أَنَّ أَقْوَى النَّاسِ عَلَيْهَا مَكَانِي الْيَوْمَ.... "لوگو! خدا کی قسم مجھے زندگی بھر کسی دن یا رات میں حکومت کی خواہش نہیں رہی اور نہ ہی کبھی مَیں نے خفیہ یا علانیہ طور پر اللہ تعالیٰ سے اِس کا سوال کیا ہے... مجھے حکمرانی میں کوئی راحت نہیں، بلکہ مجھے تو اتنی بڑی ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر اِسے پورا کرنا میرے بس میں نہیں۔ مَیں آج بھی چاہتا ہوں کہ کوئی زیادہ طاقت والا میری جگہ منصب سنبھال لے..." (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 4422)

ایک موقع آپ رضی اللہ عنہ نے اِس طرح کے کلمات ارشاد فرمائے تو مولَی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کہنے لگے:
قَدَّمَكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَمَنْ يُؤَخِّرُكَ؟ "اے صدیق! آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُقدّم کیا (ترجیح دی) ہے، اب کس کی مجال ہے کہ آپ کو مُؤخّر (پیچھے) کرے؟" (معرفۃ الصحابہ لاحمد بن حنبل، رقم: 102) اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اِنہی خلفا کی سیاست کو خراجِ تحسین پیش کیا تھا:

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشین کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

بہترین و محبوب ترین انسان اور بد ترین و ناپسندیدہ ترین انسان

جس "سیاست" کو ہمارے دور میں لوٹ مار اور مفاد پرستی بنا کر بدنام کر دیا گیا ہے یہ معمولی چیز نہیں، یہ ایسی شے ہے کہ اگر اسلامی رنگ میں رنگی ہو تو حکمران کو بہترین و محبوب ترین انسان بنا دیتی ہے اور اگر یہ دین سے جُدا ہو جائے تو حکمران کو بد ترین وناپسندیدہ ترین انسان بنا دیتی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ اللهِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِمَامٌ عَادِلٌ رَفِيقٌ، وَإِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِمَامٌ جَائِرٌ خَرِقٌ. یعنی "جس مسلمان کو عہدہ ملا، پھر اُس نے عدل وانصاف قائم کیا اور نرمی اختیار کی تو قیامت کے دن ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ فضیلت پانے والے بندگانِ خدا میں اِس خوش نصیب کو نمایاں مقام حاصل ہوگا۔ اور جس بندے کو عہدہ ملا، پھر اُس نے ظلم کیا اور سختی کی تو یہ بدنصیب قیامت کے دن بد ترین درجہ والوں میں سے ہوگا۔" (شعب الایمان، حدیث:6986)

سیدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ روایت کیے: إِنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَقْرَبَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ عَادِلٌ، وَإِنَّ أَبْغَضَ النَّاسِ إِلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَشَدَّهُمْ عَذَابًا إِمَامٌ جَائِرٌ. "عادل حکمران قیامت کے دن (انبیا کے بعد) اللہ تعالیٰ کو سب زیادہ پیارا اور اُس کے سب سے زیادہ قریب ہوگا، جب کہ ظالم حکمران قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہوگا اور شدید تر عذاب میں ہوگا۔" (مسند احمد، حدیث:11525)

لمحۂ فکریہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل قائم کرنے اور سیاست کو اسلام کے تابع رکھنے کو "بہترین" ہونے کا معیار بنایا اور اِس خوبی کو "نرمی" سے پہلے ذکر کیا، مگر افسوس کہ انتخابات کے موقع پر ہمیں مختلف پارٹیوں کے منشور میں صرف روٹی، کپڑا اور مکان ہی نظر آتا ہے، نہ رسمی پارٹیاں اسلامی نظام کو منشور میں شامل کرتی ہیں اور نہ ہی ہم اِس کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اسلامی سیاست کے بنیادی اُصول اور برکات

ربّ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اسلامی سیاست کے بنیادی اُصول ذکر فرمائے کہ جب غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکومت ملے تو اُنھیں کیا کرنا چاہیے؟ ارشاد ہے: اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ. "(مسلمان وہ ہیں) اگر ہم اُنھیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔" [الحج 22:41]

اِس آیتِ کریمہ میں اسلامی سیاست کے بنیادی اُصولوں کا بھی ذکر ہے اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان کی تعریف بھی ہے؛ کیونکہ اِس اُمّت میں سب سے پہلے اُنھیں ہی اقتدار ملا اور اُنھوں نے ایسا کرکے دکھایا۔

آیتِ کریمہ میں ”نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں“ ایسے جامع کلمات ہیں جو پورے نظامِ مصطفیٰ ﷺ کو شامل ہیں، چنانچہ اِس آیتِ کریمہ میں مسلم حکمرانوں کو واضح طور پر حکم ہے کہ وہ ریاستی طاقت کے ذریعے اسلامی احکام پر عمل کروائیں اور اسلام کی منع کردہ چیزوں سے لوگوں کو روکیں... یہی ”اسلامی سیاست“ ہے۔

اسلامی سیاست کی برکت: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلَادِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ ”اللہ تعالیٰ کی حُدود میں سے کسی حد (شریعت کی طرف سے مقررہ سزا) کو قائم کرنا اللہ کے شہروں میں چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، حدیث: 2537) یعنی خوب بارش برسے تو بھی ایسی ہریالی اور برکت نہیں ہوتی جیسی شریعت کی کسی حد کو قائم کرنے سے ہوتی ہے۔

امام علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے ذکر فرمایا: ایک بادشاہ نے ملک میں چوریوں کا خاتمہ کرنے کے لیے قانون بنادیا کہ چور کو قتل کردیا جائے۔ چنانچہ کچھ عرصہ ملک بھر میں چوروں کو قتل کیا جاتا رہا، مگر چوریوں پر قابو نہ پایا جاسکا۔ کسی عالم کے سامنے بادشاہ کی اِس پریشانی کا تذکرہ ہوا تو اُنھوں نے فرمایا کہ بادشاہ سے کہو: اِعْمَلْ بِالسُّنَّةِ تَنْدَفِعْ بِهَا الْكَثْرَةُ۔ یعنی (اپنی طرف سے نیا قانون بنانے کے بجائے) قرآن وسنت کے حکم کے مطابق چور کا ہاتھ کاٹے، مسئلہ حل ہوجائے گا۔ بادشاہ نے عالم صاحب کی بات پر عمل کرتے ہوئے شرعی حد نافذ کرنے کا حکم دیا تو کچھ ہی عرصہ میں چوریاں ختم ہونے لگیں۔ اُس نے حیرت سے پوچھا کہ قتل سخت سزا ہے، اُس کے ذریعے جرم پر قابو نہیں پایا جاسکا، جب کہ ہاتھ کاٹنا اُس کی بہ نسبت کم درجہ کی سزا ہے، اِس کے ذریعے مسئلہ حل ہوگیا، اِس میں حکمت کیا ہے؟ عالم صاحب نے فرمایا: لَمَّا كَثُرَتْ مُشَاهَدَةُ قَطْعِ الْأَيْدِيْ اعْتَبَرَ أَهْلُ الْفَسَادِ وَقَلَّ اللُّصُوْصُ فِي الْعِبَادِ۔ یعنی اصل برکت تو قرآن وسنت پر عمل کی ہے، ظاہری حکمت یہ ہے کہ جو شخص وفات پاگیا وہ نشانِ عبرت نہیں ہے، جب کہ جس چور کا ہاتھ کاٹا گیا وہ جب تک زندہ رہے گا دوسرے چوروں کے لیے نشانِ عبرت رہے گا، یوں چوریوں کو جلد کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

(شرح الشفا، القسم الثانی، فصل: وأما ورد عن السلف والأئمة من اتباع سنته، ج:2، ص:29، دار الکتب العلمیة)

فرنگی سیاست کی بے برکتی: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جانِ رحمت ﷺ کا ارشاد روایت کیا، جس کے آخر میں یہ جملہ بھی ہے: وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ وَيَتَخَيَّرُوْا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ۔ یعنی ”جب مسلم حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں اور اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کو اختیار نہ کریں تو اللہ اُنھیں آپس کی جنگوں میں مبتلا کردے گا۔“ (سنن ابن ماجہ، حدیث: 4019)

موجودہ سیاست اور ہماری ذمہ داریاں

نبی کریم ﷺ نے کئی مرتبہ موجودہ حالات کا تذکرہ فرمایا... کچھ احادیثِ طیبہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ایسے حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیثِ پاک کے مطابق نبی کریم ﷺ نے بے دینوں کا تذکرہ کرکے فرمایا: فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ۔ یعنی ”جو اُن کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے (اُس کے پاس اختیارات ہوں / طاقت ہو اور وہ شرعی تقاضوں کے مطابق اپنے اختیار اور طاقت کے ذریعے اُنھیں روکے) وہ (اعلیٰ درجے کا) مومن ہے... اور جو اُن کے ساتھ اپنی زبان سے جہاد کرے (اُن کی بے دینی کے خلاف، اِصلاح کے لیے آواز بلند کرے) وہ بھی مومن ہے... اور جو اپنے دل سے اُن کے ساتھ جہاد کرے (اُس کے پاس نہ تو طاقت واختیار ہو، نہ ہی وہ آواز اُٹھا سکے، تاہم اُن کے کرتوتوں کو بُرا سمجھے) وہ بھی مومن ہے، اِس کے علاوہ رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 50)

اِس حدیث پاک سے معلوم ہوا:

⇐ اسلامی ریاست کے جتنے اِدارے اور افراد اربابِ اختیار ہیں اُن سب پر لازم ہے کہ شرعی تقاضوں کے مطابق اپنا اختیار استعمال کریں اور اسلامی سیاست کرتے ہوئے قرآن وسنت کے احکام پر عمل کروائیں۔

⇐ جن کے پاس اختیار نہیں، البتہ وہ آواز اُٹھا سکتے ہیں، جیسے علما، صحافی اور سوشل میڈیا پر کام کرنے والے اُن سب پر بھی لازم ہے کہ اپنی صلاحیتیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے صرف کریں۔

⇐ اور عوام... جس کے پاس نہ تو اختیار ہے، نہ وہ آواز اُٹھا سکتے ہیں... اُن پر لازم ہے شیطانی سیاست یا کسی اور ظلم وجبر کا حصہ نہ بنیں اور دل سے خلافِ شریعت کاموں کو بُرا سمجھیں۔

اگر کوئی شخص بُرائی کو بُرا بھی نہیں سمجھتا تو اُسے ایمان کی فکر کرنی چاہیے؛ کیونکہ قرآن وسنت کے خلاف ہونے والی کسی بھی بات کو اچھا سمجھنا کفر ہے۔

لمحۂ فکریہ: سیاسی جیالے جو اپنی تمام صلاحیتیں موجودہ شیطانی سیاست کے لیے صرف کر رہے ہیں اور اپنے لیڈروں کی ہر اچھی بُری بات کو پارٹی کی پالیسی قرار دے کر اُس کی حمایت کرتے ہیں، اُنھیں اپنے رویّے کے بارے میں گہرا غور وفکر کرنا چاہیے، کہیں یہ سیاست اُنھیں لے نہ ڈوبے۔

سیدنا ابو اُمامہ صُدَیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: «مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ أَذْهَبَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا غَيْرِهِ.» یعنی ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو لوگ بدترین درجہ پر ہوں گے، اُن میں ایک شخص وہ ہے جس نے دوسرے کی دُنیا (دنیاوی مفادات) کی خاطر (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور) اپنی آخرت کو تباہ کر دیا۔“

(سنن ابن ماجہ، حدیث: 3966)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانِ عالم ﷺ سے یہ الفاظ روایت کیے: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ بَاعَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا غَيْرِهِ. ”قیامت کے دن سب سے زیادہ شرمندہ وہ شخص ہو گا جس نے دوسرے کی دُنیا کے عوض اپنی آخرت بیچ دی“ (دوسرے کے دنیاوی مفاد کو پورا کرنے کے لیے اپنی آخرت کا سودا کر دیا)۔ (التاریخ الکبیر للبخاری، حدیث: 1927)

حرفِ آخر

دینِ اسلام مکمل دین ہے جو زندگی کے تمام شعبہ جات میں ہر پہلو پر واضح راہ نمائی عطا فرماتا ہے... یہ خاتم النبیین ﷺ کا عطا کردہ آخری دین ہے اور قیامت تک یہی راہ نمائی فرماتا رہے گا۔ سیاست ہو یا کوئی اور شعبہ اُسے اسلامی احکام کے تابع رکھنا اور اسلامی اُصولوں پر عمل کرنا ہی دونوں جہان میں کامیابی اور سعادت کا ذریعہ ہے۔

سیاست کا مفہوم ہے: ”قومی واجتماعی اُمور کا یوں انتظام کرنا کہ معاملات سنور جائیں اور فساد کا خاتمہ ہو۔“ اگر سیاست و حکومت اسلامی رنگ میں ہو تو یہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، انبیائے کرام کا شِعار ہے، خلفائے راشدین کی سنت ہے اور انسان کو بہترین بنا دیتی ہے... جب کہ اِس سیاست کو دین سے جُدا کر دیا جائے اور شریعت کا پابند نہ رکھا جائے تو صورتِ حال وہ ہوتی ہے جس کا تذکرہ کرتے ہوئے اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا:

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

پھر یہ سیاست منافقت، چال بازی، دھوکہ دہی اور دُشنام طرازی بن جاتی ہے، دُنیا میں بھی ذلیل کرتی ہے اور حدیثِ پاک کے مطابق روزِ قیامت بھی عذاب و شرمندگی کا باعث ہو گی۔

ہمیں نہ تو ایسی سیاست وحکومت کی خواہش رکھنی چاہیے اور نہ ہی ایسی سیاست کرنے والوں کا معاون بننا چاہیے.. سب سے زیادہ احتیاط اُس وقت ضروری ہوتی ہے جب ہم الیکشن کے موقع پر ووٹ کاسٹ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے خلفائے راشدین کے طُفیل اسلام کو پوری دُنیا میں غلبہ عطا فرمائے۔ ربّ تعالیٰ فقرِ بوذر اور زورِ حیدر کے صدقے میں مسلم حکمرانوں کو اسلامی سیاست کی توفیق عطا کرے۔ مالکِ کریم تمام پریشان حال مسلمانوں کو خوشیاں عطا فرمائے، مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم